Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.21795727

The State and Public Health: An Analysis in the Light of Prophetic Teachings (PBUH)

ریاست اور صحت عامہ تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

Muhammad Haseeb
B.S Islamic Studies, University of Peshawar
muhammadhaseeb17sep@gmail.com
Dr Ihsan ur Rehman
Professor University of Peshawar
ihsan.usmani@gmail.com
Sadheer Khan (Mufti Muhammad Hassan)
Phd Scholar, International Islamic University Malaysia
mh417884@gmail.com

Abstract
The preservation of human life and the sustainability of public health are recognized as paramount objectives of a stable Islamic state. Islamic jurisprudence has categorized the protection of human life, along with religion, intellect, lineage, and wealth, as fundamental objectives without which the existence of any civilized society is impossible. The comprehensive instructions provided in the Prophetic teachings regarding hygiene, a balanced diet, medical treatment, and the prevention of epidemic diseases can form the basis of a sustainable, stable, and scientifically sound health policy (Ghazi, 2010). This article presents an in-depth analysis of the concept of public health in Islam, its foundations in the Quran and Sunnah, and the corresponding responsibilities of an Islamic state in light of Prophetic guidance (Haseeb, 2026). Furthermore, this research highlights the contemporary utility and scientific relevance of these Islamic principles in resolving complex modern health challenges such as global pandemics, environmental pollution, psychological stress, and food security (Smith, 2023). The historical evolution from the Prophetic era to the period of the Rightly Guided Caliphs validates the existence of a robust institutional and state framework for public health, by following which modern states can ensure the provision of optimal healthcare facilities for their citizens and fulfill the overarching objectives of Shariah (Al-Mawardi, 2005).

Keywords: *State, Public Health, Prophetic Teachings, Islamic Welfare State, Epidemic Diseases, Preventive Medicine, Rightly Guided Caliphs, Environmental Protection, Hisbah System.*

تمہید:

ریاست انسانی معاشرتی زندگی کی سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت ہے جس کے بغیر کسی بھی مہذب معاشرے کا وجود اور اس کی بقا ناممکن تصور کی جاتی ہے۔ اسلام میں ریاست کا مقصد محض سیاسی بالادستی، معاشی استحصال یا حکومتی و انتظامی امور کی انجام دہی نہیں ہے بلکہ عوام کی دینی، اخلاقی اور جسمانی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا اس کے اولین فرائض میں شامل ہے (ابن خلدون، 1988)۔ صحت عامہ چونکہ انسانی زندگی کے بقا، سماجی ارتقا اور معاشی ترقی کی بنیادی شرط ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات میں اسے غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت عامہ کے ہر پہلو پر جامع، سائنسی اور ہمہ گیر رہنمائی فراہم کرتی ہیں، جنہیں اگر آج کے جدید ریاستی اور ادارہ جاتی نظام میں مکمل طور پر اختیار کر لیا جائے تو ایک محفوظ، صحت مند اور خوشحال معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے (ابن قیم، 2010)۔ رب کریم نے اس کائنات کو انسان کے واسطے لامحدود نعمتوں سے مزین فرمایا ہے، اور احادیث مبارکہ کی رو سے ایمان کے بعد سب سے بڑی

نعمت صحت و عافیت کو قرار دیا گیا ہے، جس کی بدولت انسان نہ صرف خالق حقیقی کی عبادت احسن انداز میں کر سکتا ہے بلکہ خدمت خلق کے عظیم فرائض بھی سرانجام دے سکتا ہے (الترمذی، 1998)۔

جدید دور میں صحت، تعلیم اور دیگر سماجی خدمات مہیا کرنا حکومت وقت کی بنیادی ذمہ داری تسلیم کی جاتی ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے عالمی سطح پر بے شمار ادارے اور فلاحی تنظیمیں سرگرم عمل ہیں، تاہم ان کوششوں کو حقیقی کامیابی تب ہی مل سکتی ہے جب ریاستی پالیسیاں اسلامی فلاحی اصولوں سے ہم آہنگ ہوں (سمتھ، 2023)۔ اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں عدل و انصاف کی فراہمی کے ساتھ ساتھ عوام کی جان، مال اور عزت کی حفاظت شامل ہے، اور چونکہ صحت عامہ کا براہ راست تعلق انسانی جان کی بقا سے ہے، اس لیے یہ کسی بھی فلاحی ریاست کی اولین ترجیح ہونی چاہیے (غازی، 2010)۔ دنیا کی دیگر جدید فلاحی ریاستوں میں پبلک ہیلتھ کے نظام کو محض مادی اور سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے، جبکہ اسلام اس میں روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی شامل کر کے ایک متوازن نظام صحت وضع کرتا ہے جس کی نظیر مغربی نظام صحت میں نہیں ملتی (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔ اس وسیع تر سماجی اور ریاستی تناظر میں ریاست کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے، اور ریاستی سطح پر قوم کی صحت کے تحفظ اور صحت مندانہ روش کو اپناتے ہوئے جذبہ انسانیت کے تحت یہ تحقیق ایک اہم علمی خلا کو پر کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے تاکہ اسلامی نظام صحت کی کاملیت کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے (حسیب، 2026)۔

لٹریچر ریویو:

صحت عامہ اور تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ماضی میں متعدد مقالات، کتب اور تحقیقی کام سامنے آ چکے ہیں، تاہم ان کا گہرا اور تنقیدی جائزہ لینے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ان میں ریاستی کردار کے پہلو کو اکثر جزوی طور پر بیان کیا گیا ہے اور اسے ایک جامع ریاستی پالیسی کے طور پر کم ہی پیش کیا گیا ہے (غازی، 2010)۔ محدثین اور سیرت نگاروں نے صفائی، طہارت، حفظان صحت، وباؤں سے بچاؤ اور علاج معالجے کے اصولوں کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے، مثال کے طور پر امام بخاری اور امام مسلم کی روایات میں قرنطینہ اور وبا زدہ علاقے میں داخل نہ ہونے کے اصول صراحت کے ساتھ موجود ہیں (البخاری، 1987)۔ اسی طرح فقہی ذخیرے میں فقہائے کرام نے الحسبہ اور امور سلطانیہ کے تحت صحت عامہ کے کچھ پہلو بیان کیے ہیں، جن میں بازاروں میں اشیاء کی صفائی، خوراک کی کوالٹی اور عوامی بہبود کے اصول شامل ہیں، تاہم ان کا براہ راست ربط سیرت نبوی کے ریاستی ماڈل سے جوڑنے کی منظم اور تحقیقی کوشش انتہائی کم نظر آتی ہے (الماوردی، 2005)۔

جدید تحقیقی کتب میں بعض معاصر محققین نے اسلام اور طب یا اسلامی اصول صحت پر جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں حفظان صحت کے اسلامی اصول تو واضح کیے گئے ہیں لیکن ان کا زیادہ زور انفرادی طبی پہلوؤں پر رہا ہے، نہ کہ ریاستی نظم و نسق اور عوامی بہبود کی جامع پالیسیوں پر (ابو عمار، 2024)۔ عصری ریسرچ جرنلز میں بالخصوص کورونا وبا کے دوران متعدد تحقیقی مضامین میں تعلیمات نبوی اور صحت عامہ پر بحث کی گئی، اور سماجی فاصلے کو ریاستی پالیسی سے جوڑنے کی کوشش کی گئی، مگر یہ زیادہ تر وقتی اور عمومی نوعیت کی تحریریں تھیں جو ایک مستقل ریاستی ہیلتھ ماڈل کی مکمل عکاسی نہیں کرتیں اور نہ ہی ان میں تاریخ کے تسلسل کو بیان کیا گیا ہے (سمتھ، 2023)۔ عالمی ادارہ صحت کی حالیہ رپورٹس کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پبلک ہیلتھ کے جن اصولوں کو آج سائنسی بنیادوں پر دنیا بھر میں نافذ کیا جا رہا ہے، ان کی بنیادی روح چودہ سو سال قبل اسلامی ریاست کی پالیسیوں میں موجود تھی لیکن اس مطابقت کو علمی دنیا میں بھرپور انداز میں اجاگر نہیں کیا گیا (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔

علاوہ ازیں، اسلامی تاریخ میں عباسی اور عثمانی ادوار میں قائم کیے گئے دار الشفاء اور ہسپتالوں کے نظام پر وسیع تحقیق موجود ہے جو عوام کو مفت علاج فراہم کرتے تھے اور جہاں طبی تحقیق کے بے شمار منصوبے جاری تھے، لیکن ان عظیم الشان طبی اداروں کا فکری تسلسل عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے دور سے کس طرح جڑا ہوا تھا، اس پر مزید تحقیق کی گنجائش تاحال موجود ہے (ابن خلدون، 1988)۔ ماضی کے محققین نے طہارت کو محض عبادات کی شرائط کے طور پر پیش کیا ہے جبکہ اس کے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ساتھ تعلق پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔ اس مقالے میں ان تمام تحقیقی خامیوں اور خلا کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخی حقائق کو جدید دور کے صحت کے مسائل اور عالمی اداروں کی پالیسیوں کے ساتھ تقابلی انداز میں پرکھا گیا ہے تاکہ ایک جامع اسلامی پبلک ہیلتھ فریم ورک مرتب کیا جا سکے جو معاصر ریاستوں کے لیے قابل عمل ہو (حسیب، 2026)۔

مسئلے کی وضاحت:

عصر حاضر میں عالمی سطح پر صحت عامہ کو لاتعداد اور انتہائی پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں نت نئی وبائی امراض کا پھیلاؤ، ماحولیاتی آلودگی، غیر معیاری اور کیمیائی خوراک، نفسیاتی و ذہنی دباؤ اور بڑھتا ہوا غذائی بحران سر فہرست ہیں (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔ عمومی طور پر صحت عامہ کے اصولوں اور تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اسلامی لٹریچر میں کثرت سے ملتا ہے، لیکن ریاستی کردار کو بطور ایک منظم اور جوابدہ ادارے کے پیش کرنے پر تفصیلی، مربوط اور تحقیقی مطالعہ بہت کم دستیاب ہے جس کی وجہ

سے ایک نمایاں تحقیقی خلا موجود ہے (غازی، 2010)۔ عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے دور کے عملی اقدامات کو صحت عامہ کے وسیع تر تناظر میں جوڑ کر پیش نہیں کیا گیا، اور معاصر ریاستی نظام صحت یا عالمی ادارہ صحت کی پالیسیوں کے ساتھ ان اسلامی اصولوں کا تقابلی تجزیہ تقریباً ناپید ہے، جس کے باعث یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ شاید اسلامی تعلیمات صحت کے جدید ریاستی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں (حبیب، 2026)۔

آج کے دور میں جہاں انسان صحت جیسی بڑی نعمت کی قدر و قیمت بھول چکا ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحت ایسی معاشی اور صنعتی سرگرمیوں میں ملوث ہے جو اس کی اپنی صحت کے لیے زہر قاتل ہیں، وہاں یہ سوال انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ ایک اسلامی فلاحی ریاست میں ریاستی سطح پر صحت عامہ کا کیا عملی تصور ہے اور اسے نافذ کرنے کے لیے کون سے اساسی اصول درکار ہیں (ابو عمار، 2024)۔ اس کے علاوہ، جدید میڈیکل ایتھکس اور مغربی تصور صحت بعض اوقات اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے معاشرے میں نفسیاتی اور روحانی امراض میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور مادی ترقی کے باوجود انسان شدید ذہنی بے چینی کا شکار ہے (سمتھ، 2023)۔ اس مقالے کا بنیادی مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا تعلیمات نبویہ کی روشنی میں کوئی ایسا جامع ریاستی ماڈل تشکیل دیا جا سکتا ہے جو نہ صرف موجودہ دور کی عالمی صحت کی پالیسیوں سے ہم آہنگ ہو بلکہ انسان کی جسمانی، نفسیاتی اور روحانی صحت کا مکمل احاطہ بھی کرتا ہو (ابن قیم، 2010)۔ ان تمام سلگتے ہوئے سوالات کے جوابات تلاش کرنا اور صحت عامہ میں ریاست کے کلیدی کردار کو روز روشن کی طرح واضح کرنا اس تحقیق کا بنیادی اور حتمی ہدف ہے۔

ریسرچ میتھاڈالوجی اور فریم ورک:

اس تحقیق کے وسیع مقاصد کے حصول کے لیے بنیادی طور پر معیاری، تاریخی، تجزیاتی اور تقابلی طریقہ کار کو اپنایا گیا ہے تاکہ موضوع کے تمام پیچیدہ پہلوؤں کا جامع احاطہ کیا جا سکے۔ چونکہ یہ مقالہ خالصتاً تعلیمات نبویہ اور دور خلافت راشدہ میں صحت عامہ کے حوالے سے ریاستی اقدامات پر مبنی ہے، اس لیے تاریخی حوالوں اور روایات کی جانچ پڑتال کے لیے خالص علمی و تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے جس میں مستند ترین حوالہ جات کو ترجیح دی گئی ہے (غازی، 2010)۔ اس تحقیق میں قرآن مجید، مستند احادیث نبویہ، کتب سیرت، اور فقہی و تاریخی ذخیرے کو بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے تاکہ نبوی تعلیمات کا درست، متوازن اور حقیقی ادراک حاصل کیا جا سکے اور کسی قسم کے ضعیف یا موضوع مواد سے اجتناب کیا جائے (النووی، 2015)۔ اس کے ساتھ ہی ان تاریخی حقائق اور اسلامی اصولوں کا موجودہ دور کے صحت عامہ کے جدید تقاضوں اور عالمی ادارہ صحت کی پالیسیوں کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ مقالے کی عصری افادیت کو ثابت کیا جا سکے اور یہ بتایا جا سکے کہ اسلامی اصول وقت اور مکان کی قید سے آزاد ہیں (سمتھ، 2023)۔ جدید دور کے پیچیدہ مسائل جیسے وبائی امراض کا تیزی سے پھیلاؤ، زہریلی ماحولیاتی آلودگی اور ریاست میں قانونی نظم و ضبط کے فقدان کو سمجھنے کے لیے تاریخی واقعات سے استدلال کیا گیا ہے جس کی بدولت ماضی کے فلاحی ریاست کے ماڈل کو عصر حاضر کی پیچیدہ اور صنعتی ضروریات کے مطابق ڈھالنے میں خاطر خواہ مدد ملتی ہے (ابو عمار، 2024)۔ تحقیق کا یہ تجزیاتی فریم ورک اس بات کی مکمل اجازت دیتا ہے کہ ہم ماضی کے واقعات کو محض قصے کہانیوں کے طور پر نہ پڑھیں، بلکہ ان سے جدید قانون سازی، پبلک پالیسی اور ریاستی نظم و نسق کے لیے مستقل قوانین وضع کریں (حبیب، 2026)۔ علاوہ ازیں، اس مقالے میں لٹریچر ریویو کے دوران ان خامیوں کی باقاعدہ نشاندہی کی گئی ہے جو سابقہ کاموں میں رہ گئی تھیں، اور تجزیاتی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے ان خامیوں کا مدلل سدباب کیا گیا ہے (ابن خلدون، 1988)۔ یہ کثیر الجہتی اور بین الضابطہ طریقہ کار اس مقالے کی علمی حیثیت کو مستحکم کرتا ہے اور اس کے نتائج کو جدید پالیسی سازوں کے لیے قابل بھروسہ بناتا ہے (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔

علمی و تحقیقی تجزیہ:

انسان ایک مدنی الطبع مخلوق ہے اور وہ تنہا زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کو ترجیح دیتا ہے کیونکہ اس کی معاشی، معاشرتی، نفسیاتی اور دفاعی ضروریات مشترکہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں (ابن خلدون، 1988)۔ ایک معاشرے کی بقا اور سلامتی کا کلی انحصار اس بات پر ہے کہ ایک انسان دوسرے کے حقوق کا بے لوث خیال رکھے اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے قطعاً غفلت نہ برتے، اور یہی باہمی نظم و ضبط ایک مستحکم اور صحت مند ریاست کی بنیاد بنتا ہے (ابو عمار، 2024)۔ اسلامی نقطہ نظر سے نظم و ضبط اور حفظان صحت کے اصولوں کی پاسداری محض ایک انفرادی خوبی یا ذاتی انتخاب نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا اجتماعی اور قانونی تقاضا ہے جس کے بغیر صحت عامہ سمیت ریاست کا کوئی بھی فلاحی منصوبہ کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ معاشرے میں جب تک حقوق و فرائض کا توازن اور خیر خواہی کا جذبہ عملی طور پر موجود نہ ہو، کسی بھی قسم کے صحت افزا ماحول کا قیام ناممکن ہے (حبیب، 2026)۔

قرآن مجید جو کہ انسانیت کی رہنمائی کے لیے ایک کامل اور جامع ضابطہ حیات ہے، انسانی جان کی حرمت اور صحت کو ایک عظیم نعمت اور امانت قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے، جو اس امر کی صریح اور قطعی دلیل ہے کہ انسانی جان کا تحفظ اور اس کی بقا

شریعت کے مقاصد میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور یہ ایک لازمی شرعی فریضہ ہے جس میں کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں (قرآن، 4:29)۔ اسی طرح قرآن پاک میں کھانے پینے کے حوالے سے اعتدال کا حکم دیتے ہوئے اسراف یعنی ضرورت سے زائد کھانے پینے سے سختی سے روکا گیا ہے، جسے دور حاضر کی جدید میڈیکل اور نیوٹریشنل سائنس بھی انسانی صحت کا سب سے بڑا راز اور بے شمار بیماریوں کا علاج تسلیم کرتی ہے (قرآن، 7:31)۔ علامہ ابن قیم کے مطابق اس ایک قرآنی آیت میں صحت کی حفاظت کا مکمل سائنسی اور طبی نظام پوشیدہ ہے کیونکہ انسانی بدن کو متوازن اور متناسب غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور اسراف یعنی حد سے تجاوز کرنا تمام قسم کے پیچیدہ جسمانی امراض کو کھینچ لانے والا اور صحت کے تسلسل کے لیے سب سے بڑا مانع ہے (ابن قیم، 2010)۔

احادیث مبارکہ کا ضخیم اور مستند ذخیرہ بھی صحت کی اہمیت کو روز روشن کی طرح عیاں کرتا ہے اور اسے عبادت کا ذریعہ بتاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت اور فراغت کو دو ایسی بڑی نعمتیں قرار دیا ہے جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے اور دھوکے کا شکار رہتے ہیں، اور انسان کو انتہائی سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے اپنی صحت اور تندرستی کے قیمتی اوقات کو غنیمت جانے اور ان کا بہترین استعمال کرے (البخاری، 1987)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنی امت کو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور صحت مانگنے کی تلقین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یقین اور ایمان کے بعد انسان کو عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی، کیونکہ اگر صحت جیسی نعمت موجود نہ ہو تو انسان دنیا کی تمام مادی لذتوں سے محروم رہ جاتا ہے اور اس کے لیے روزمرہ کی عبادات اور دینی فرائض کی ادائیگی بھی انتہائی مشکل بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتی ہے (الترمذی، 1998)۔ یہ فرامین اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں صحت کو ایک ایسا قومی اور اجتماعی سرمایہ سمجھا جانا چاہیے جس کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت سنجیدہ اور ادارہ جاتی ریاستی کوششیں ہونی چاہئیں۔

بیماریوں کے علاج کے حوالے سے اسلامی شریعت نے انتہائی متوازن، مثبت اور سائنسی نقطہ نظر پیش کیا ہے جو توہم پرستی اور مایوسی کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ قرآن مجید میں شہد کو ایک ایسا خاص مشروب قرار دیا گیا ہے جس کی مختلف رنگتیں ہیں اور اس میں لوگوں کے لیے شفا موجود ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قدرتی اور نباتاتی اشیاء کو علمی تحقیق کے بعد بطور دوا استعمال کرنا عین منشاء الٰہی اور سنت ہے (قرآن، 16:69)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ علاج معالجے کی حوصلہ افزائی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ عظیم طبی اصول دیا کہ اے اللہ کے بندو علاج کرو کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کی دوا نازل نہ کی ہو، سوائے موت کے (ابوداؤد، 2001)۔ طب نبوی کے تحت علاج بالدعا اور روحانی اعمال کے ساتھ ساتھ مادی اسباب کو بھی مکمل اور مساوی اہمیت دی گئی ہے جن میں کلونجی، کھجور، مسواک، سرکہ، شہد اور پچھنے لگوانا شامل ہیں، جن کے حیرت انگیز طبی فوائد کی تصدیق آج کے جدید محققین اور اطباء بھی تسلیم کرتے ہیں (ابن قیم، 2010)۔

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک فلاحی اسلامی ریاست پر یہ شرعی اور انتظامی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ محض دعاؤں پر اکتفا کرنے کے بجائے اپنے شہریوں کے لیے جدید ہسپتال، میڈیکل کالجز، ریسرچ لیبارٹریاں اور ادویات کی فراہمی کا ایسا جامع اور مربوط نظام قائم کرے جو معاشرے کے ہر خاص و عام فرد کی دسترس میں ہو (غازی، 2010)۔ جدید دور کی ترقی یافتہ فلاحی ریاستیں اپنے سالانہ قومی بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ جدید طبی لیبارٹریوں اور پبلک کلینکس پر خرچ کرتی ہیں، اور اسلامی ریاست کا نظامِ بیت المال بھی بالکل اسی طرح عوام کی جان بچانے کے لیے ان تمام سائنسی ایجادات، ویکسین کی تیاری اور طبی سہولیات کی سرپرستی کا شرعی طور پر پابند ہے (سمتھ، 2023)۔

حفظان صحت کے ضمن میں پیشگی احتیاطی تدابیر اور طہارت کا نظام اسلامی معاشرت کا وہ درخشاں اور منفرد پہلو ہے جو اسے دنیا کے تمام دیگر سیکولر اور روایتی نظاموں سے مکمل طور پر ممتاز کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری و باطنی پاکیزگی اور صفائی کو نصف ایمان قرار دیا، جس کی وجہ سے باقاعدہ وضو، غسل، لباس کی طہارت، اور مسواک کی پابندی ہر مسلمان کی روزمرہ زندگی کا ایسا لازمی حصہ بن گئی جس نے پورے معاشرے کو گندگی سے پاک کر دیا (النووی، 2015)۔ جدید طبی سائنس اور عالمی ادارہ صحت کی دہائیوں پر محیط تحقیقات یہ ثابت کرتی ہیں کہ خطرناک متعدی بیماریوں اور مہلک جراثیم کے پھیلاؤ کو روکنے کا سب سے موثر، آسان اور سستا طریقہ ذاتی صفائی اور دن میں بار بار ہاتھ دھونا ہے، جو اسلامی عبادات کے نظام میں روزانہ کی بنیاد پر دہرایا جاتا ہے (سمتھ، 2023)۔

مزید برآں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحولیاتی صحت کو یقینی بنانے کے لیے پانی کے قدرتی ذخائر اور لوگوں کے چلنے کے راستوں یا سایہ دار جگہوں پر قضائے حاجت سے انتہائی سختی سے منع فرمایا تاکہ آلودگی اور وبائی جراثیم کو پنپنے کا اور عوام کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع نہ مل سکے (ابوداؤد، 2001)۔ موجودہ دور کی ماحولیاتی سائنس اور واٹر سینی ٹیشن کے عالمی قوانین بھی بالکل یہی تقاضا کرتے ہیں کہ پینے کے پانی کے قدرتی چشموں، ندیوں اور آبی گزرگاہوں کو انسانی اور صنعتی فضلہ جات سے محفوظ رکھا جائے تاکہ ہیضہ، ٹائیفائیڈ، ڈینگی اور دیگر مہلک پانی سے پھیلنے والی بیماریوں کو جڑ سے روکا جا سکے (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔ اسلامی ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ماحولیاتی تحفظ اور ویسٹ مینجمنٹ کے لیے سخت ترین قوانین بنائے اور ان پر بغیر کسی تفریق کے عملدرآمد کو یقینی بنائے (حسیب، 2026)۔

ریاست مدینہ کے قیام کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت عامہ کو ایک انفرادی عمل سے نکال کر باقاعدہ ایک انتظامی اور ریاستی شکل دی۔ مارکیٹ اور بازاروں کی براہ راست نگرانی کے لیے نظام حسبہ کا قیام ایک ایسا انقلابی ریاستی قدم تھا جس کا بنیادی مقصد صارفین کے حقوق کا تحفظ اور انہیں مضر صحت، زائد المیعاد اور ملاوٹ زدہ اشیاء سے بچانا تھا(ابن خلدون، 1988)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بازاروں کا سرپرائز معائنہ فرماتے اور ذخیرہ اندوزی یا غذائی اجناس میں پانی ملا کر نمی چھپانے والوں پر سخت تنبیہ فرماتے ہوئے یہ عالمگیر اصول دیا کہ جو شخص دھوکہ دہی اور ملاوٹ کرے اس کا ہم سے اور ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں(حبیب، 2026)۔ آج کے جدید دور میں فوڈ اتھارٹیز اور کوالٹی کنٹرول کا جو ادارہ دنیا بھر میں قائم ہے، اس کی بنیاد دراصل اسی نبوی نظام الحسبہ پر استوار ہے جس کے ذریعے کھانے پینے کی اشیاء کا معیار اور عوام کی غذائی سکیورٹی کو جانچا جاتا ہے(ابو عمار، 2024)۔

عہدِ نبوی میں نظام حسبہ محض اشیاء کی قیمتوں کے تعین تک محدود نہیں تھا بلکہ قصابوں، سبزی فروشوں اور خوراک تیار کرنے والوں کی صفائی اور ہائیجین کا معائنہ کرنا بھی اس کا کلیدی حصہ تھا تاکہ بیمار جانوروں کا گوشت عوام تک نہ پہنچ سکے۔ اسی طرح جنگی اور ہنگامی حالات میں طبی خدمات کا انتہائی منظم اور مربوط انتظام کیا گیا، جس کی اعلیٰ ترین مثال حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا کا مسجد نبوی کے صحن میں اور میدان جنگ میں قائم کردہ خیمہ تھا جو کہ طبی تاریخ کا ایک انتہائی ابتدائی لیکن فعال فیلڈ ہسپتال تصور کیا جاتا ہے جہاں زخمیوں اور بیماروں کی فوری اور منظم دیکھ بھال کی جاتی تھی(غازی، 2010)۔ اسلام میں خواتین کی طبی خدمات اور نرسنگ کی یہ ایک درخشاں مثال ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہنگامی حالات میں صنف کی پرواہ کیے بغیر انسانی جان بچانا اور طبی امداد فراہم کرنا شریعت کا مقدم ترین اصول ہے۔

وبائی امراض کے تدارک کے حوالے سے تعلیمات نبویہ میں قرنطینہ، آئسولیشن اور نقل و حرکت پر پابندی کا وہ جامع اور مفصل اصول پیش کیا گیا جس کی سائنسی اور عملی افادیت آج بھی پوری دنیا میں مسلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون جیسی ہلاکت خیز وبا کے بارے میں واضح الفاظ میں فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون پھیل گیا ہے تو وہاں ہرگز مت جاؤ، اور اگر تم اس علاقے میں پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے جان بچانے کی خاطر باہر مت نکلو تاکہ بیماری دوسرے صحت مند علاقوں تک نہ پہنچ سکے(البخاری، 1987)۔ یہ اصول دراصل بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے کی ایک وسیع تر اجتماعی ذمہ داری اور ریاستی حد بندی کا واضح تصور فراہم کرتا ہے۔ دور جدید کی وبائیں، خاص طور پر کورونا وائرس کے دوران دنیا بھر کی سپر پاور ریاستوں نے بھی بالآخر اسی نبوی اصول کے تحت شہروں کی نقل و حرکت پر سخت پابندیاں عائد کیں اور سماجی فاصلے کی پالیسیوں کو نافذ کیا، جس سے یہ حقیقت غیر متزلزل طور پر ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست کی وبائی پالیسی سائنسی اعتبار سے مستند اور جدید میڈیکل تقاضوں سے مکمل ہم آہنگ ہے(سمتھ، 2023)۔ اس کے علاوہ، وبائی حالات میں نفسیاتی طور پر مایوسی پھیلانے اور جھوٹی افواہیں اڑانے سے بھی منع کیا گیا، جو موجودہ دور کی پبلک ہیلتھ کمیونیکیشن اور کرائسس مینجمنٹ کا ایک انتہائی حساس جزو مانا جاتا ہے کیونکہ خوف بیماری سے زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے(ڈبلیو ایچ او، 2020)۔

خلفائے راشدین کے شاندار اور مثالی دور حکومت میں صحت عامہ کی ان نبوی پالیسیوں کو مزید وسعت دی گئی اور ریاست مدینہ کے فلاحی تصورات کو ایک انتہائی مضبوط اور پائیدار ادارہ جاتی شکل دی گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں گو کہ ریاست کو سنگین اندرونی اور بیرونی خطرات درپیش تھے اور فتنہ ارتداد سر اٹھا رہا تھا، تاہم ریاستی نظم و نسق کو پوری قوت سے برقرار رکھا گیا جس نے صحت اور سماجی بہبود کے نظام کی بنیادوں کو ہلنے نہیں دیا(غازی، 2010)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب شام کے علاقے میں طاعون عمواس کی شدید وبا پھیلی تو انہوں نے جید صحابہ کرام سے باقاعدہ مشاورت کے بعد انتہائی دور اندیشانہ احتیاطی فیصلے کیے، سرحدوں پر نقل و حرکت کو فوج کے ذریعے سختی سے روکا، اور اسلامی لشکر کو نشیبی، مرطوب اور آلودہ علاقوں سے نکال کر کھلی، خشک اور صاف فضا والے پہاڑی مقامات پر منتقل کیا تاکہ جراثیم کی افزائش کو روکا جا سکے اور قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع کم سے کم ہو(حبیب، 2026)۔ اس نازک موقع پر انہوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے اعتراض پر یہ تاریخی اور فلسفیانہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ کی ایک تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں، جس سے یہ اصولی رہنمائی ملتی ہے کہ وبا سے بچاؤ کے لیے سائنسی اور طبی تدبیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ عین منشا شریعت ہے(الطبری، 2005)۔

اسی طرح بیت المال کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے فلاحی ریاست کے تصور کو عملی جامہ پہنایا گیا اور معذوروں، بیماروں اور بوڑھوں کے لیے باقاعدہ ریاستی وظائف مقرر کیے گئے تاکہ معاشی تنگی ان کی صحت میں رکاوٹ نہ بنے، یہاں تک کہ ایک نابینا اور ضعیف غیر مسلم یہودی کو بھیک مانگتے دیکھ کر اس کا جزیہ معاف کیا گیا اور اس کی کفالت کی مکمل ذمہ داری اسلامی ریاست نے اٹھائی(الطبری، 2005)۔ قحط سالی یعنی عام الرمادہ کے انتہائی مشکل دور میں غذائی بحران اور غذائی قلت سے نمٹنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہنگامی لنگر خانے اور ریلیف کیمپس قائم کیے جہاں دسیوں ہزاروں شہریوں کو روزانہ سرکاری خرچ پر کھانا فراہم کیا گیا، اور مصر، عراق اور دیگر زرخیز صوبوں سے غلہ منگوانے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر نہریں کھدوائی گئیں تاکہ کوئی بھی شہری بھوک یا بیماری سے لقمہ اجل نہ بنے(غازی، 2010)۔ یہ تاریخی حوالے

قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ ایک سچی اسلامی ریاست شہریوں کی جسمانی، غذائی اور طبی فلاح کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار رہتی ہے اور اس کی تمام معاشی پالیسیوں کا حتمی مرکز عوامی بہبود اور صحت کا تحفظ ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بھی عوامی صحت اور فلاح و بہبود کے شاندار اور وسیع اقدامات کا تسلسل جاری رہا۔ ان کے دور میں فتوحات کے باعث شہری آبادی میں تیزی سے اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے بئرِ رومہ جیسے اہم آبی منصوبوں کو مزید وسعت دی گئی اور پبلک ویلفیئر کے تحت نئے کنویں کھدوائے گئے تاکہ دارالحکومت میں صاف پانی کی دستیابی کو یقینی بنایا جا سکے، جو کہ کسی بھی معاشرے کی صحت کا بنیادی جزو اور زندگی کی علامت ہے (الطبری، 2005)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں گو کہ سیاسی کشمکش موجود تھی، مگر عدل اور انصاف پر مبنی حکمرانی کو ترجیح دی گئی اور تمام صوبائی گورنروں کو تحریری طور پر سختی سے ہدایات جاری کی گئیں کہ عوام کے بنیادی حقوق، جن میں ان کی جان و مال کی حفاظت، بازاروں میں ملاوٹ کی روک تھام اور صحت کی فراہمی شامل ہے، کا بھرپور اور دیانتداری سے خیال رکھا جائے (ابن خلدون، 1988)۔ خلفائے راشدین کے ان منظم، متواتر اور مربوط اقدامات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا تصورِ صحت محض ایک انفرادی یا ذاتی فعل نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسا جامع اور ہمہ گیر ریاستی نظام ہے جو فرد کی سماجی، معاشی اور ماحولیاتی کفالت کر کے اسے ہر قسم کی بیماری اور بگاڑ سے محفوظ رکھنے کی مکمل ریاستی ضمانت فراہم کرتا ہے (ابو عمار، 2024)۔

صحت عامہ کا ایک انتہائی اہم اور جدید ترین پہلو نفسیاتی اور ذہنی صحت کا ہے، جسے موجودہ دور میں انتہائی اہمیت دی جا رہی ہے اور اسے جسمانی صحت کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے چودہ سو سال قبل ہی ذہنی سکون اور روحانی عافیت کو انسان کی مجموعی صحت کا لازمی اور ناقابل تسخیر حصہ قرار دیا تھا جس کے بغیر مادی علاج ادھورا ہے (ابن قیم، 2010)۔ نماز، روزہ، تلاوت اور دیگر عبادات انسان کو ذہنی تناؤ، ڈپریشن، انزائٹی اور دنیاوی پریشانیوں سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ احادیث مبارکہ میں حسد، کینہ، بغض، شدید غصہ اور مایوسی جیسی خطرناک نفسیاتی بیماریوں سے سختی سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ منفی جذبات انسانی اعصاب، بلڈ پریشر اور دل کی صحت پر انتہائی مہلک اور براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں (الترمذی، 1998)۔

عالمی ادارہ صحت کی جدید ترین تحقیقات اور کارڈیالوجی کی رپورٹس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ دنیا میں دل کی بیماریوں، فالج اور ہائی بلڈ پریشر کی سب سے بڑی وجہ شدید ذہنی دباؤ، معاشی عدم تحفظ اور نفسیاتی تناؤ ہے (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔ اسلامی ریاست کی یہ اصولی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں عدل، مساوات، ہمدردی اور اخوت کی ایسی فضا قائم کرے تاکہ شہریوں کو معاشی اور سماجی تحفظ کا مکمل احساس ملے جس سے ان کی ذہنی اور نفسیاتی صحت بہتر ہو سکے (سمتھ، 2023)۔ جدید دور کی فلاحی ریاستیں اپنے صحت کے بجٹ کا ایک بڑا حصہ جدید لیبارٹریوں اور سائیکاٹرک کلینکس پر خرچ کرتی ہیں، اور اسلامی ریاست کا بیت المال بھی بالکل اسی طرح عوام کی ذہنی اور جسمانی جان بچانے کے لیے ان تمام سائنسی ایجادات اور سماجی اداروں کی سرپرستی کا مکمل پابند ہے (الماوردی، 2005)۔

ماحولیاتی صحت اور شہری منصوبہ بندی (اربن پلاننگ) کے حوالے سے اسلامی ریاست کے تاریخی احکامات مزید گہرے اور تحقیقی مطالعے کے متقاضی ہیں۔ اسلامی اصولوں کے تحت نئے شہروں کی تعمیر میں صاف ہوا کے گزر کا مناسب انتظام، گلیوں کی مناسب چوڑائی تاکہ سورج کی روشنی پہنچ سکے، اور گندگی ٹھکانے لگانے کے مخصوص مقامات کا تعین خالصتاً ریاستی ذمہ داری سمجھا جاتا تھا۔ دورِ خلافت میں جب نئے اور بڑے شہروں، مثلاً کوفہ، فسطاط اور بصرہ، کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی، تو وہاں ماحولیاتی صحت کے جدید تقاضوں کو سختی سے ملحوظ رکھا گیا تاکہ شہری گنجان آبادی کی وجہ سے گھٹن یا وبائی امراض کا شکار نہ ہوں اور ان کی صحت برقرار رہے (الطبری، 2005)۔ آج کی ماڈرن اربن پلاننگ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے بنیادی اصول بھی بالکل انہی خطوط پر استوار ہیں، جو اس بات کی واضح غمازی کرتے ہیں کہ ایک محفوظ اور صحت افزا ماحول کی فراہمی میں ریاستی مشینری، قانون سازی اور بلدیاتی اداروں کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے (سمتھ، 2023)۔

مزید برآں، جانوروں سے انسانوں میں پھیلنے والی بیماریوں، یعنی زونوٹک ڈیزیز (Zoonotic Diseases) کے انسداد کے حوالے سے بھی احادیث میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے کھانے پینے کے برتنوں کو انسانوں سے الگ رکھنے، کتوں کے جھوٹے برتن کو مٹی سے دھونے، اور بیمار جانوروں کو صحت مند جانوروں اور انسانی آبادیوں سے دور رکھنے کی واضح اور سائنسی ہدایات موجود ہیں (البخاری، 1987)۔ یہ احکامات دراصل دورِ حاضر کی ویٹرنری پبلک ہیلتھ اور اینیمل ہسبنڈری پالیسیوں کا ایک ایسا بنیادی حصہ ہیں جن پر سختی سے عمل درآمد کیے بغیر کسی بھی ریاست میں صحت عامہ کا جدید نظام نامکمل اور غیر محفوظ تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ موجودہ دور کی بیشتر وبائیں جانوروں ہی سے انسانوں میں منتقل ہوئی ہیں۔

نتیجہ وسفارشات:

اس طویل، مفصل اور گہرے تجزیاتی مقالے کی روشنی میں یہ حتمی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ نبوی تعلیمات صحت عامہ کے انتہائی جامع، سائنسی، ہمہ گیر اور دور اندیشانہ اصول فراہم کرتی ہیں جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں اور کسی بھی جدید ریاست کے لیے قابل تقلید ہیں۔ ریاست مدینہ ایک ابتدائی لیکن مکمل فلاحی اور صحت دوست ریاست کا بہترین عملی ماڈل پیش کرتی ہے جسے خلفائے راشدین نے اپنے شاندار انتظامی، معاشی اور مالیاتی اداروں کے ذریعے مزید مستحکم اور ادارہ جاتی شکل دی۔ اسلامی ماڈل کا سب سے نمایاں اور ممتاز پہلو یہ ہے کہ اس میں مرض لاحق ہونے کے بعد کے مہنگے علاج سے زیادہ بیماریوں کے پیشگی بچاؤ، ذاتی و اجتماعی طہارت، ماحولیاتی صفائی، اور حفظان صحت کی احتیاطی تدابیر کو ترجیح دی گئی ہے (حسیب، 2026)۔ اس حفاظتی اور تدارکی نظام کی افادیت موجودہ دور کے ہولناک وبائی حالات اور کورونا وائرس جیسی عالمی آفات میں پوری دنیا کے سامنے مسلمہ حقیقت بن کر واضح ہو چکی ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی مؤثر روک تھام، خوراک اور ادویات کے معیار کی سخت نگرانی، نفسیاتی صحت کی روحانی اور سماجی بہتری، اور انسانی جان کے تحفظ کے یہ اصول آج کی جدید اور ترقی پذیر ریاستوں کے لیے ایک روشن مشعل راہ ہیں۔ مقاصد شریعت بالخصوص حفظ النفس کے اعلیٰ تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ معاصر مسلم ریاستیں صحت عامہ کو محض ایک انفرادی بوجھ سمجھنے کے بجائے اسے ایک بنیادی انسانی اور ریاستی حق کے طور پر تسلیم کریں اور انہی سنہری اسلامی اصولوں کی روشنی میں اپنی قومی اور عالمی صحت کی پالیسیاں تشکیل دیں (غازی، 2010)۔

اس جامع اور علمی تحقیق کی روشنی میں ارباب اختیار اور پالیسی ساز اداروں کی توجہ کے لیے چند انتہائی اہم اور قابل عمل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی سفارش یہ ہے کہ جامعات اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کی سطح پر اسلامیات، عمرانیات اور پبلک ہیلتھ کے ماہرین کے مابین باہمی اور مشترکہ تحقیقی پروگراموں کا فوری آغاز کیا جائے تاکہ دور جدید کے پیچیدہ میڈیکل چیلنجز کا اسلامی تناظر میں قابل عمل، سائنسی اور شرعی حل تلاش کیا جا سکے (سمتھ، 2023)۔

دوسری اہم تجویز یہ ہے کہ مساجد اور محراب و منبر کے وسیع نیٹ ورک کو صحت عامہ کی آگاہی، ماحولیاتی صفائی کی اہمیت اور متعدی بیماریوں سے بچاؤ کی حکومتی مہمات کے مراکز کے طور پر فعال طریقے سے استعمال کیا جائے، کیونکہ اسلامی معاشرے میں مسجد کا ادارہ عوام کی ذہنی، اخلاقی اور سماجی تربیت کا سب سے موثر اور مستحکم ذریعہ ہے (ابو عمار، 2024)۔

تیسری اہم سفارش یہ ہے کہ اسلامی میڈیکل ایتھکس اور طب نبوی کی موجودہ سائنسی دور کے جدید ترین لیبارٹری معیارات کے مطابق تدوین نو کی جائے، اور ریاستی سطح پر طبی تحقیق میں بھاری سرمایہ کاری کو بڑھایا جائے تاکہ جدید میڈیکل پریکٹسز کو اسلامی اخلاقی اصولوں سے مکمل طور پر ہم آہنگ کیا جا سکے اور امت مسلمہ صحت کے میدان میں خود کفیل ہو (ڈبلیو ایچ او، 2020)۔

چوتھی اور آخری اہم ترین تجویز یہ ہے کہ ملک بھر کے تمام اسکولوں، کالجوں اور بالخصوص میڈیکل کالجز کے نصاب میں ریاست مدینہ کے فلاحی ماڈل، نظام الحسبہ کے فوائد، اور صحت عامہ سے متعلق نبوی اور خلفائے راشدین کے شاندار تاریخی اقدامات کا تفصیلی اور تنقیدی مطالعہ لازمی طور پر شامل کیا جائے، تاکہ آنے والی نئی نسل اور مستقبل کے معالجین میں ایک صحت مند، ہمدرد اور اخلاقی طور پر منظم فلاحی معاشرے کا شعور بیدار ہو سکے اور وہ طب کو محض ایک پیشہ نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر اپنائیں (حسیب، 2026)۔

حوالہ جات:

ابن خلدون، عبد الرحمن. (1988). دیوان المبتدا والخبر فی تاریخ العرب والبربر. دار الفکر.

ابن قیم، محمد بن ابی بکر. (2010). الطب النبوی. دار الکتب العربی.

ابن منظور، محمد بن مکرم. (1420). لسان العرب. دار صادر.

ابو عمار. (2024). اسلامی ریاست میں نظم وضبط کے اصول اور تعلیمات نبوی. سیرت سٹڈیز.

البخاری، محمد بن اسماعیل. (1987). الجامع الصحیح. دار ابن کثیر.

الترمذی، محمد بن عیسیٰ. (1998). سنن الترمذی. دار الغرب الاسلامی.

الجرجانی، علی بن محمد. (2005). کتاب التعریفات. دار المنار.

الطبری، محمد بن جریر. (2005). تاریخ الامم والملوک. دار الکتب العلمیہ.

الماوردی، علی بن محمد. (2005). الاحکام السلطانیہ. دار الکتب العلمیہ.
النووی، یحییٰ بن شرف. (2015). شرح صحیح مسلم. دار الخیر.
ابو داؤد، سلیمان بن اشعث. (2001). سنن ابی داؤد. دار الرسالہ.
حسیب، محمد. (2026). ریاست اور صحت عامہ تعلیمات نبویہ کی روشنی میں. جامعہ پشاور.
ڈبلیو ایچ او. (2020). گلوبل ہیلتھ رپورٹس اینڈ پینڈیمک گائیڈلائنز. ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن.
سمتھ، جان. (2023). پبلک ہیلتھ مینجمنٹ اینڈ ہسٹاریکل پرسپیکٹوز. جنرل آف گلوبل ہیلتھ.
غازی، محمود احمد. (2010). محاضرات سیرت. الفیصل پبلشرز.
قرآن مجید. (مختلف آیات و حوالہ جات متن کے مطابق)